

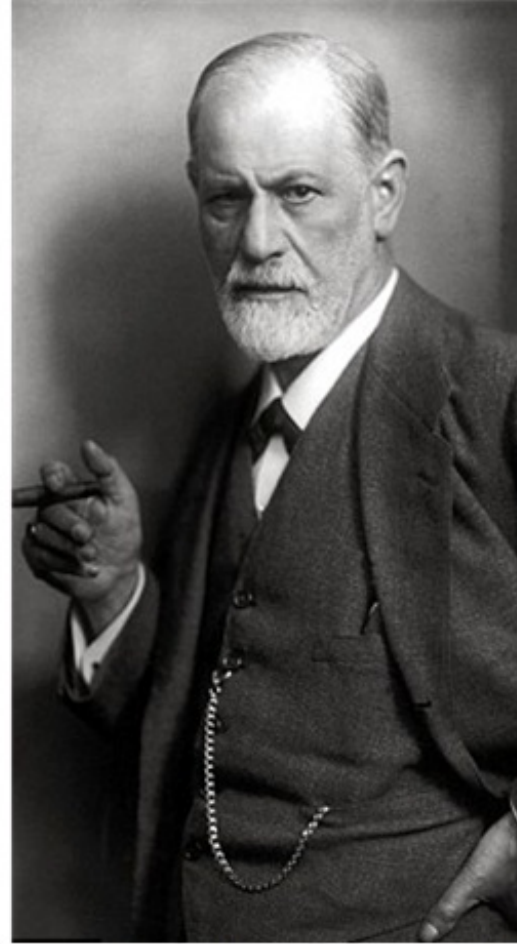
سگمنڈ فرائڈ اور ضمیر کی آواز

وقت ہم صرف اور صرف سن رہے ہوتے ہیں جبکہ وہ آواز ہمارے اندر سے آ رہی ہوتی ہے۔

میرے نزدیک سگمنڈ فرائڈ کی یہ تھیوری اتنی طاقتور نہیں کہ تلاش حق میں زیادہ وقت چل پائے یا زیادہ سوالات کا بوجھ اٹھا سکے۔ جیسے ضمیر کی آواز تو وہ لوگ بھی سنتے ہیں جنہوں نے بچپن ہی میں اپنے والدین کو کھو دیا تھا، چلیں اگر ہم تسلیم بھی کر لیتے ہیں تو پھر یہ کتہہ سامنے آتا ہے کہ جس طرح ہر انسان ایک الگ زاویہ سے دنیا کو دیکھتا اور سوچتا ہے لہذا وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت بھی اسی انداز سے کرے گا، اور نتیجتاً ضمیر کی آواز ہر دو انسانوں میں الگ ہو جائے گی، لیکن ایسا ہرگز نہیں۔

دنیا میں ہزاروں لاکھوں زبانیں بولیں جاتی ہیں ان گنت اوام کے بیچ ان گنت رسومات ہیں سینکڑوں مذاہب ہیں، ہر مذہب کا اپنا زاویہ ہے ہر قوم کی اپنی ذہنیت ہے ہر فرد دوسرے سے مختلف انداز میں دیکھتا سوچتا ہے لیکن باوجود اسکے ضمیر کی آواز سب میں یکساں ہی ہوتی ہے۔ کیوں؟ ان تمام چیزوں کا ضمیر کی باتوں پر اثر کیوں نہیں ہوتا

دنیا کے مختلف ممالک سے ایسے لوگوں کو جمع کیا جائے جو کہ انسانی خون بھائیے ہوں، انکی سوچ اسکے عمل کے متعلق مختلف



سگمنڈ فرائڈ اور ضمیر کی آواز

ضمیر کی آواز جینے نہیں دیتی۔ اسکا تو ضمیر ہی مر چکا ہے۔
تیرا ضمیر بھی نا۔ وغیرہ وغیرہ اس طرح کے فقرے ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں عموماً سنتے رہتے ہیں، لیکن شاذ و نادر ہی اس بات پر فکر کرتے ہو گئے کہ آیا یہ ضمیر ہوتا کیا ہے اسکی آواز کی حقیقت کیا ہے؟ لیکن پھر بھی یہ آواز تو ہر کوئی سنتا ہے پھر کبھی تو ہم اس پر کان دھرتے ہیں تو کبھی منہ پھیر لیتے ہیں، لیکن وہ آواز ہمیشہ ہماری رہنمائی کرتی رہتی ہے۔

ہو سکتی ہے، وہ مختلف وجوہات پیش کر سکتے ہیں، انکے دلائل الگ الگ ہونگے، انکی ذہنی ارتقاء بھی ایک دوسرے سے مختلف ہو سکتی ہے، ان میں حصہ کی مقدار بھی کم و بیش ہو سکتی ہے، وہ بہت سی باتوں میں ایک دوسرے سے الگ تھلگ ہو سکتے ہیں، لیکن جب ضمیر کے رد عمل کی بات ہوگی تو صرف اور صرف دو نتیجے ہی سامنے آ سکیں گے۔

۱۔ ضمیر نے ملامت کی

۲۔ ضمیر نے ملامت نہیں کی (اس موضوع پر ہم بعد میں گفتگو کریں گے)

اب ان مضمونوں کو آپ ایک طرف کریں جن کے ضمیر نے ملامت کی تھی اور ان سے دریافت کریں کہ ضمیر کیسار عمل پیش کر رہا تھا۔ چونکہ انسانی جان لینا ایک غلط عمل ہے لہذا سب کو اسکے ضمیر نے ملامت ہی کی ہوگی، رد عمل کم اور زیادہ ضرور ہو سکتا ہے لیکن مختلف نہیں ہو سکتا۔

یقیناً ہم والدین کی نصیحتوں کو ضمیر کا نام نہیں دے سکتے۔ ایک تو یہ کہ ضمیر ہمیں ان باتوں پر بھی ٹوک دیتا ہے جن پر والدین نے کبھی نہیں ٹوکا۔ دوم یہ کہ ضمیر ان لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے جو اپنی یادداشت کھو چکے ہوتے ہیں جو اپنا ماضی بھول چکے ہوتے ہیں،

لہذا سگنڈ فرامڈ کی تھیوری ذہن میں موجود یادداشت کی اور اشارہ کرتی ہے جبکہ ضمیر کی آواز ذہن سے نہیں بلکہ قلب سے آتی ہے۔

ماہر نفسیات سگنڈ فرامڈ کے نزدیک ضمیر بچپن کی یادداشت کا وہ ذخیرہ ہے جو ہمیں اپنے والدین سے پر خیر نصیحتوں اور نکتہ چینیوں کی شکل میں ہمارے اذہان میں محفوظ ہو جاتا ہے اور پھر ہم تمام زندگی اپنے والدین کی نکتہ چینیوں کا ہنڈارا اپنے سر لینے پھرتے ہیں، والدین رہیں یا نہ رہیں لیکن وہ ہنڈارا والدین کی کمی کو پورا کرتا رہتا ہے۔

جیسے بچپن میں آپ کوئی غلط کام کر رہے تھے یا کر چکے تھے تو فوراً آپکے والدین نے اس پر تنقید کا پیالا آپکی یادداشت میں اندر میں دیا۔ اب چونکہ وہ غلط کام تو ہو چکا اور کام تو مکمل ہوتے ہی غائب ہو جاتا ہے پھر اس کام کو دوبارہ پکڑ کر ختم نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں البتہ اس کام کے نتیجے اور اثر کو زائل کرنے کے لئے اقدامات ضرور کیئے جاسکتے ہیں۔

جی تو ہم بات کر رہے تھے کہ کام تو ایک بار ہو اور پھر ہوتے ہی ختم بھی ہو گیا لیکن اسکے نتیجے میں جو تنقید کا پیالا پینا پڑا اسکی کڑواہٹ یا مٹھاس ہماری یادداشت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگئی۔ اب ہم زندگی میں جب بھی کبھی ویسا ہی کام یا اس نوعیت کا کوئی دوسرا کام کریں گے تو والدین کی غیر موجودگی میں انکی نکتہ چینی ایک نئی آواز میں سنائی دے گی اور وہ آواز قدرے ہماری اپنی آواز سے ملتی جلتی ہوتی ہے، لیکن اس

Article Link <http://www.mirfatehalishah.com/articles/post.php?id=2059>

Join us on facebook <https://www.facebook.com/mirfatehalishah>

www.mirfatehalishah.com